نکاح کا مذہب، اخلاق، تمدن اور طبعی تقاضوں پر اثر

(فرمودہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء بعد نماز عصر بمقام مسجد مبارک۔ قادیان)

مؤرخہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۱۔ سید وزارت حسین صاحب ہمراہ صابرہ صاحبہ بنت مولوی منیرالدین صاحب بعوض تین ہزار روپے مہر پر۔

۲۔ عبدالعزیز ابن مکرم عمردین صاحب صریح ہمراہ مسعودہ بیگم بنت مولوی محمد علی صاحب بدوملہی بعوض بارہ سو روپے مہر پر۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

نکاح ان ضروریات زندگی میں سے ہے جو انسانی دائرہ عمل کے تین شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بعض کام دنیا میں صرف ایک ہی شعبہ عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض دو سے اور بعض تین سے اور نکاح اپنی اہمیت کے لحاظ سے ان سب سے جو تعداد میں تین ہیں تعلق رکھتا ہے۔ یعنی مذہبی، اخلاقی اور تمدنی۔ ان تینوں شعبوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ بلکہ اگر تمدنی شعبہ کو ذرا خصوصیت دے دی جائے اور ایک خاص مفہوم اس سے لے لیا جائے تو یہ شعبے چار ہو جاتے ہیں اور چوتھا شعبہ طبعی شعبہ ہے۔ پس نکاح کا ان چاروں شعبوں کے ساتھ تعلق ہے۔ مذہب کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کہ نکاح کے ذریعہ انسان اپنی دینی حالت کو سنوارتا ہے۔ اخلاق کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کہ نکاح کے ذریعہ انسان اپنے اخلاق کی حفاظت کرتا ہے۔ تمدن کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کہ اس کے ذریعہ آپس میں تعلقات بڑھتے ہیں۔ طبعی

تقاضوں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کہ اس کے ذریعہ ایک شخص طبعی تقاضوں کو پورا کرنے کے سامان حاصل کرتا ہے۔ پس نکاح کا تعلق جب انسانی دائرہ عمل کے ان چار شعبوں کے ساتھ ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ اہم ہے۔

جب یہ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق ان سب سے ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کا اثر بھی انسانی اعمال پر پڑتا ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی خرابیوں کا اثر بھی ان چاروں شعبوں پر پڑ سکتا ہے۔ پس جس طرح نکاح کا اچھا اثر انسان کے مذہب پر پڑتا ہے، انسان کے اخلاق پر پڑتا ہے، انسان کے تمدن پر پڑتا ہے، انسان کے طبعی تقاضوں پر پڑتا ہے اسی طرح اس کا مضر اثر بھی ان چاروں پر پڑتا ہے۔ پس اگر نکاح سے ایک شخص کا مذہب ٹھیک ہو جاتا ہے، اگر نکاح سے ایک شخص کے اخلاق درست ہو جاتے ہیں، اگر نکاح سے ایک شخص کے تمدن میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو نکاح سے ہی یہ بگڑ بھی تو سکتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان شادی کرتا ہے مگر اس کے مذہب پر حملہ ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص نکاح کرتا ہے کہ اخلاق میں ترقی ہو مگر وہ اور بھی بگڑ جاتے ہیں۔ بسا اوقات نکاح سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تمدن بڑھے مگر الٹا اسے صدمہ پہنچ جاتا ہے اور یہی حال طبعی تقاضوں کا ہے۔ انسان نکاح کرتا ہے مگر بسا اوقات اس کے طبعی تقاضوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ دنیا میں ان سب باتوں کی مثالیں موجود ہیں اور ہم روز ان کو دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ تو انسان شادی کرنے سے مذہب، اخلاق، تمدن اور طبعی تقاضوں میں فائدہ اٹھاتا ہے اور بعض دفعہ ان چاروں کو ضائع کر لیتا ہے اور بعض دفعہ ان میں سے ایک ایک چیز ضائع ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ مذہب کو فائدہ پہنچتا ہے تو اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ اخلاق اور مذہب کو اگر فائدہ پہنچتا ہے تو تمدنی حالت ضائع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ طبعی تقاضوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

یہی حالت نکاح کے فوائد کی ہے۔ بعض دفعہ کسی شعبہ کو فائدہ پہنچتا ہے اور بعض دفعہ کسی کو۔ اور بعض دفعہ چاروں شعبوں کو ہی فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ اس کی بہترین مثال آنحضرت ﷺ کے نکاح ہیں۔ آپ نے کئی نکاح کئے اور آپ کو نکاح کے سارے فوائد دیئے گئے۔ تمدنی فوائد بھی آپ کو ملے، مذہب بھی آپ کو بہتر دیا گیا، اخلاق بھی آپ کے دنیا کے لئے نمونہ تھے، رشتہ کر کے آپ فائدہ ہی اٹھاتے تھے۔ جسمانی قوت بھی آپ کی ایسی تھی کہ عورتیں آپ سے شادی کر کے کسی قسم کی بیماری کو پیدا نہیں کرتی تھیں۔ غرض آپ نکاح سے ہر قسم کا فائدہ

حاصل کرتے تھے اور آپ کے نکاح بہترین نمونہ ہیں جن سے انسان پتہ لگا سکتا ہے کہ نکاح کے فوائد کیا ہیں اور انسانی اعمال کے ان چاروں شعبوں پر اس کا کیا اثر ہے۔

بعض دفعہ تو واقفیت ہوتی ہے مگر تعلقات محبت نہیں ہوتے لیکن بعض دفعہ تو واقفیت ہی نہیں ہوتی۔ ان کو آپس میں رنج سے رنج اور خوشی سے خوشی نہیں ہوتی لیکن اس قسم کے لوگوں میں اگر شادی ہو جائے تو شادی کے بعد وہ ایک جان ہو جاتے ہیں۔ ان میں تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور تمدن بڑھتا ہے۔ تعلق لڑکے اور لڑکی میں ہوتا ہے لیکن محبت سینکڑوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بعض دفعہ آپس کی ناراضگیاں اور رنجشیں بھی دور ہو جاتی ہیں اور دلوں سے میل دھوئی جاتی ہے اور وہ جو یا تو پہلے ایک دوسرے سے واقف نہ تھے یا اگر واقف تھے تو ایک دوسرے کے ساتھ تعلق نہ رکھتے تھے یا اگر تعلق رکھتے تھے تو آپس میں رنجشیں پیدا ہو چکی تھیں وہ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کے بعد آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔

یہی حال طبعی فوائد کا ہے۔ شادی نہ کرنے سے بعض بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں لیکن اگر شادی کرلی جائے تو وہ اس قسم کے گناہوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور اس طرح اسے مذہب کے لحاظ سے بھی فائدہ پہنچ جاتا ہے اور طبعی تقاضوں کے لحاظ سے بھی۔

جہاں نکاح کے مذہبی فوائد ہیں وہاں اس کے مذہبی نقصان بھی ہیں۔ بعض دفعہ مرد کو عورت کے مذہب سے ٹھوکر لگ جاتی ہے اور بعض دفعہ عورت کو مرد کے مذہب سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور عورت کو مرد کے مذہب سے جو نقصان پہنچتا ہے اس کی مثال نبیوں کے دشمنوں کی بیویاں ہیں جو خود اپنی ذات سے تو تحقیق کرتی نہیں اور اپنے خاوندوں کے مذہبوں پر چلتی ہیں۔ اب وہ عورت جس کی شادی کسی نبی کے دشمن کے ساتھ ہو گئی ہو وہی مذہب اپنا بھی بنائے گی جو اس کے خاوند کا ہے تو اس صورت میں اس پر غور کرو کہ کس طرح مذہب کے لحاظ سے اس عورت کو نقصان پہنچا۔

اخلاقی طور پر بھی یہی حال ہے بعض عورتیں ایسے خاوندوں سے بیاہی جاتی ہیں جو اچھے بھلے نیک ہوتے ہیں مگر شادی کے بعد ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور کئی قسم کی بد اخلاقیوں میں پھنس جاتے ہیں اور اخلاق ضائع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عورت کو بھی یہی نقصان مرد سے پہنچ جاتا ہے۔

طبعی طور پر بھی دیکھا ہے کہ بسا اوقات اپنی تمام قابلیتوں کو نکاح کر کے ایک شخص کھو بیٹھتا

ہے۔ پہلے وہ اچھا بھلا ہوتا ہے مگر نکاح کے بعد نفرت پیدا ہو جانے کے سبب سب قابلیتیں ضائع ہو جاتی ہیں جن کا اثر بہت ہی برا اس پر پڑتا ہے۔ اسی طرح فائدوں کے ساتھ ساتھ ان نقصانات کا سلسلہ بھی چلا جاتا ہے۔

تو نکاح ایک ایسا اہم معاملہ ہے کہ اس کا اثر دین پر بھی پڑتا ہے، مذہب پر بھی پڑتا ہے، تمدن پر بھی پڑتا ہے اور طبعی تقاضوں پر بھی پڑتا ہے اس لئے اس میں بڑی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ نکاح سے پہلے نکاح کے لئے استخارہ کرو دعا کرو اور بہت گڑگڑا کے کرو کیونکہ انسان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا کیا اثر پڑے گا اور اگر اس میں غلطی ہو جائے تو ایک شخص کہیں سے کہیں جا نکلتا ہے پس اس کے لئے بڑی دعائیں کرنے کا حکم ہے۔ بیسیوں آدمی ایسی غلطیوں سے مرتد ہو گئے، بیسیوں ایسے ہیں کہ بعض جگہ ان کی شادیاں ہو گئیں مگر وہ ان شادیوں کی وجہ سے مارے گئے۔ پھر تمدن کو نقصان پہنچا تو لڑائیاں شروع ہوئیں اور لڑائیوں کے نقصان بعض دفعہ بڑے خطرناک اور مہلک ہو جاتے ہیں۔ ادھر تمدن بگڑا۔ ادھر اخلاق بگڑتے ہیں۔ مثلاً کسی کی بیوی جھگڑالو اور لڑاکی ہے یا اس میں کوئی اور خرابی اور نقص ہے تو خاندان کے لوگ یا محلے والے اس کی شکایت کرتے ہیں کوئی کہتا ہے تمہاری بیوی نے یہ کیا، کوئی کہتا ہے تمہاری بیوی نے یہ نقصان کر دیا اور وہ اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے لوگوں سے ڈرتا ہے۔ ایسے بھی ہیں جن کے طبعی تقاضے ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کے دین کو صدمہ پہنچ جاتا ہے ایسے بھی ہیں کہ جن کے مذہب کو نقصان پہنچتا ہے تو نکاح میں احتیاط کرنی چاہئے یہی وجہ ہے تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے اور دعاؤں اور استخاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ شادی سے پہلے کئی قسم کے فوائد مد نظر ہوتے ہیں مگر وہ بعد میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ پھر جب شادی ہو جاتی ہے تو محبت کے تقاضے دیانت، امانت، مذہب، تمدن اور اخلاق پر حملہ کرتے ہیں اور یہ بھی ایک نقصان دہ چیز ہے۔ پس اس نقصان سے بھی بچنے کی کوشش کرنے کا حکم ہے۔

اس وقت میں دو نکاحوں کے اعلان کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ پہلا اعلان تو میری سالی کی لڑکی صابرہ کے نکاح کا ہے جو مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کی نواسی اور مولوی منیر الدین صاحب مرحوم کی لڑکی ہے اس کا نکاح بعوض تین ہزار روپیہ مہر سید وزارت حسین صاحب سے قرار پایا ہے۔

۲- دوسرا اعلان مسعودہ بیگم مولوی محمد علی صاحب بدوملی کی لڑکی کے نکاح کا ہے جو مولوی عمرالدین صاحب صاحب ساکن صریح (والد خان صاحب منشی فرزند علی صاحب) کے لڑکے میاں عبدالعزیز صاحب سے بعوض مبلغ بارصد روپے مہر قرار پایا ہے۔

(الفضل ۵- نومبر۱۹۲۶ء صفحہ ۶،۵)